پروفیسر محمد عبداللہ ملک *

''زرعی خود کفالت و بندوبست اراضی''

سیرت طیبہ کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے کائنات کے صحن کو انسانوں کی آماجگاہ بنایا اور لفظ کن کی صدائے جانفزا سے مختلف انواع کی کائنات ظہور پذیر ہوئی۔ حضرت انسان کو اشرف المخلوقات کے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ انسان کے لئے اللہ تعالیٰ نے زمین تخلیق فرمائی جو بذات انسان پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔ جس سے اللہ کے حکم سے ہر طرح کی نباتات اور ہر قسم کے پھل اور پھول پیدا ہوتے ہیں۔ دراصل زمین ہی انسانی معیشت کا سرچشمہ ہے کیونکہ اسی کے اندر انسان و دیگر مخلوقات کی روزی پنہاں ہے۔ گویا کہ زمین ہی تمام انسانیت کی بقاء کے لئے متعین روزی کا ذخیرہ فراہم کرتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولقد مکنکم فی الارض وجعلنا لکم فیہا معایش قلیلاً ماتشکرون (۱)

''اور ہم نے تمہیں زمین میں بسایا اور اس میں تمہاری زندگی کا سامان فراہم کیا مگر لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہیں''

غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری زمین زرخیزی اور پیداواری صلاحیت کے لحاظ سے یکساں نہیں بنائی بلکہ اس کی مٹی کے اندر ایسے عناصر ودیعت کئے ہیں جو نباتات کی نشوونما اور پروان چڑھانے میں مددگار ہوتے ہیں تو ایسے قدرتی عناصر پر مشتمل مٹی کس نے پیدا کی؟ چھوٹے چھوٹے بیجوں کے اندر نما اور بڑھنے و پھیلنے پھولنے اور تن آور درخت بننے کی قابلیت کس نے عطا کی؟ کس نے نباتات کی نشوونما کے لئے آسمان سے پانی برسائے اور پہاڑوں سے چشمے جاری کرنے کا بندوبست فرمایا اور کس نے پودوں اور فصلوں کی افزائش کے لئے مخصوص گیسوں اور دھوپ کا انتظام فرمایا؟ ان سوالات کا جواب صرف اور صرف یہی ہوگا وہ ہستی اللہ جل شانہ کی ہے جس نے سرسبز و شاداب اور لہلاتے ہوئے کھیتوں کے لئے گرمی وسردی کی موزوں مقدار فراہم کی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

افرایتم ماتحرثون ء انتم تزرعونہ ام نحن الزارعون لو نشاء لجعلناہ حطاما فظلتم تفکھون (۲)

---

* شعبہ علوم اسلامیہ۔ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

'' کبھی تم نے یہ سوچا کہ بیج جو تم بوتے ہو ان سے کھیتیاں تم اگاتے ہو یا ان کے اگانے والے ہم ہیں؟ ہم چاہیں تو ان کھیتوں کو بھس بنا کر رکھ دیں اور تم طرح طرح کی باتیں بناتے رہ جاؤ''

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فصلوں کی پیداوار میں سے مخصوص شرح کے حساب سے زکوٰۃ الارض (عشر) کی فرضیت کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یایھا الذین امنوا انفقوا من طیبٰت ما کسبتم و مما اخرجنا لکم من الارض (۳)

''اے ایمان والو! اپنی کمائی سے ستھری چیز خرچ کرو اور ان چیزوں میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہیں۔''

علامہ قرطبی نے من الارض سے مراد ہر طرح کی نباتات، معدنیات اور رکازلی ہے کیونکہ اس آیت کا اطلاق ان تینوں اقسام پر ہوتا ہے اور یہ حکم عمومی ہے۔ (۴)

جسٹس محمد کرم شاہ الازہریؒ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ کا اندازہ عالم نباتات میں غور کرنے سے لگایا جا سکتا ہے۔ جس نے مختلف قسم کے لذیذ پھل، اونچے اونچے کھجور کے درخت اور لہلہاتے ہوئے کھیت (جن کی اقسام کا شمار بھی ممکن نہیں) پیدا کئے۔ (۵)

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کی روشنی میں آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے تمام گوشے روشن مینار کی مانند آج بھی انسانیت کی راہنمائی کرتے ہیں۔ سیرت نگار سیرت کے تمام پہلوؤں پر مضامین، آرٹیکل، مقالات اور کتب لکھ رہے ہیں۔ کوئی بحیثیت معلم اخلاق رسول اللہ ﷺ کو موضوع سخن بناتا ہے، کوئی لکھنے والا بحیثیت سربراہ مملکت، کوئی بطور سربراہ خاندان، کوئی بطور قانون دان، اور کوئی آپ کی عدالت اور فیصلوں کو تحریر کرتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کی سیرت کا کوئی پہلو اور گوشہ بھی ضبط تحریر میں مکمل طور پر نہیں لایا جا سکا اور نہ ہی ان کی سرت نگاری کا حق ادا ہو سکا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی سیرت تمام انسانیت کیلئے ہر شعبہ زندگی سے متعلق رہنما اصولوں سے بھری پڑی ہے۔ مقالہ ہذا میں رسول اللہ ﷺ کی زرعی حکمت عملی کی روشنی میں زراعت کے شعبہ کی ترقی کے لئے ممکنہ اقدامات تجویز کرنے کی کوشش کی جائے گی تاکہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والی یہ مملکت حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی مملکت بن سکے۔

رسول اللہ ﷺ کی زرعی حکمت عملی اور اصول:

عہد نبوی میں مدینہ اور جزیرۃ العرب کی دیگر زمینوں سے متعلق بندوبست کا معاملہ کیا گیا۔ اس کے مطابق اسلامی ریاست کی اراضی کی چار اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اور درج ذیل چار اصول وضع کئے جا سکتے ہیں۔

(۱)　جن لوگوں نے دین اسلام قبول کر لی رحمت عالمؐ نے ان کی املاک سے انہیں محروم نہیں کیا اور ان کو زرعی و سکونتی املاک پر بحال رکھا جس کی مثال مدینہ، طائف، یمن اور بحرین کی زمین۔ اس معاملے میں آپ ﷺ کا حکم قابل

عمل ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ''جو لوگ اسلام قبول کرلیں تو ان کے خون اور املاک دوسروں پر حرام ہیں''(۶)
امام ابو یوسف نے اس امر کی یوں تشریح کی ہے۔

''جو لوگ اسلام قبول کرلیں ان کا خون حرام ہے۔ قبول اسلام کے وقت وہ جن اموال واملاک کے مالک تھے وہ انہیں کی ملکیت رہیں گے۔ اسی طرح ان کی زمینیں عشری قرار پائیں گی۔ اس کی مثال مدینہ کے انصار میں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور وہ اپنی زمینوں کے مالک رہے اور ان پر عشر لگایا گیا۔ ایسا ہی معاملہ طائف اور بحرین کے لوگوں سے کیا گیا۔''(۷)

اسی طرح ابو عبید قاسم بن سلام کی رائے ہے کہ اسلام قبول کرتے وقت جو لوگ جس اراضی کے مالک ہوں وہ انہی کی ملکیت رہے گی اور اس پر عشر عائد کیا جائے گا۔(۸)

آپ ﷺ نے گزشتہ دور (جہالت) میں حاصل شدہ لوگوں کی املاک کی چھان بین میں وقت ضائع نہیں کیا بلکہ آئندہ کے لئے انسان اور اس کے افعال کو اسلام کے تابع فرمایا۔ نبی کریم ﷺ کا طریقہ مبارک یہ تھا کہ جو شخص اسلام لاتے وقت جس چیز کا مالک تھا اسے اسی کی ملکیت میں رہنے دیا۔ یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ چیز قبول اسلام سے پہلے اس کے قبضہ میں کس طرح آئی تھی۔(۹)

دین اسلام میں ذاتی ملکیت کا تحفظ کیا گیا ہے لیکن شرط صرف قبول اسلام ہے جیسے قبیلہ بنو نضیر کو مدینہ سے نکالا گیا تو ان کی زمینیں و باغات اسلامی ریاست کے قبضہ میں آ گئیں مگر دو اشخاص یامین بن عمیر اور ابو سعد بن وہب نے اسلام قبول کرلیا تو رسول اللہ ﷺ نے دونوں کی ملکیت بحال رکھی اور ان سے کوئی چیز نہیں لی گئی۔(۱۰)

(ب) دوسرا اصول یہ ہے کہ جو لوگ اسلام قبول نہ کریں لیکن مصالحانہ انداز میں اسلامی حکمت کے تابع رہنا قبول کرلیں اور اسلامی حکومت سے اس ضمن میں معاہدہ کرلیں تو ان کی زمینوں اور جاگیروں و جائیداد کو برقرار رکھا جائے گا۔ اور جن شرائط پر ان سے معاہدہ طے ہوا تھا ان پر پوری طرح عمل کیا جائے گا۔ آپ ﷺ کے عمل مبارک سے اس کی کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں مثلاً فدک، وادی قریٰ اور نجران کے قبیلوں سے مصالحت ہوئی اور معاہدے کئے گئے۔ ان کو زمینوں اور جائیدادوں پر بحال رکھا گیا اور ان سے وہی کچھ وصول کیا گیا جس پر ان سے معاہدہ طے کیا گیا تھا۔ امام ابو یوسف نے اس سلسلے میں کئے جانے والے اقدامات کی تصریح یوں کی ہے۔

''غیر مسلموں میں سے جس قوم کے ساتھ اس بات پر امام کی صلح ہوجائے کہ وہ مطیع ہوجائیں اور خراج ادا کریں تو وہ اہل ذمہ ہیں۔

ان کی اراضی اراضئ خراج ہے۔ ان سے بس وہی لیا جائے گا جن پر ان سے صلح ہوئی ہے'' (۱۱)

رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران سے تحریری معاہدہ کیا تھا اور ان کی جان و مال کے تحفظ کی ذمہ داری اٹھائی تھی

اور اس کے عوض ان پر مخصوص شرح سے خراج عائد کیا گیا۔ اس تحریری معاہدہ پر عہد نبوی اور عہد خلفائے راشدین'' میں پورا پورا عمل ہوتا رہا۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں بعض مصلحتوں کی وجہ سے انہیں نجرات عرب سے نجران عراق کی طرف منتقل کیا گیا تو ان میں سے ہر ایک کو اتنی ہی رہائشی و زرعی زمین دی گئی جس قدر اس کے پاس عرب میں پہلے موجود تھی۔ (۱۲)

اسکے علاوہ حضرت عمرؓ نے اپنے گورنروں کو حکم دیا کہ فراخ دلی سے افتادہ زمینوں میں سے انہیں زمین دیں۔

(ج) تیسرا اصول یہ وضع کیا گیا کہ جن علاقوں میں مالکان اراضی بزور شمشیر مغلوب ہوں، ان کی سابقہ ملکیت منسوخ ہو جاتی ہے۔ زمینوں اور باغات کو مال غنیمت قرار دیتے ہوئے خمس نکال کر بقیہ حصہ فاتح لشکر میں شامل مجاہدین میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی زمین پر اس اصول کا اطلاق فرمایا۔ (۱۳)

غیر آباد اور بنجر زمینوں سے متعلق حکمت عملی:

بنجر اور غیر آباد زمینوں پر آپ ﷺ کی مصروف حکمت عملی یہ تھی کہ ایسی زمینوں کو جو آباد کرے اور قابل کاشت بنائے وہی زمین کا مالک ہے اس ترغیب سے بہت فائدہ ہوا کہ بہت سی غیر آباد زمینیں زیر کاشت آئیں اور آپ نے زمین کو آباد کرنے والے لوگوں کو قطعات اراضی الاٹ کئے۔ اسی طرح زمین جو ایک بنیادی اور اہم عامل پیدائش و معاش ہے کا صحیح طور پر استعمال ہوا اور معاشرہ میں معاشی سرگرمیوں اور خوشحالی میں اضافہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کی زرعی پالیسی اور زمینوں سے متعلق منصوبہ بندی کو ان الفاظ میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

من احیاء ارضا میتا فھی لہ (جو شخص کسی مردہ زمین کو آباد کرے گا وہ اس کی ملک ہے۔) (۱۴)

اس عمل میں مسلم اور غیر مسلم کی تمیز نہیں کی جاتی کیونکہ آپ ﷺ کے حکم کا اطلاق ہر اس شخص پر جو بنجر زمین کو قابل کاشت بنائے گا اور وہی اس زمین کی ملکیت کا حقدار ٹھہرے گا۔ (۱۵)

ارض موات (غیر آباد زمین) سے متعلق چند احادیث درج ذیل ہیں۔

(۱) عن عائشة عن النبی ﷺ قال من عمر ارضا لیست لاحد فھوا حق بھا قال عروۃ قضی بہ عمر فی خلافتہ (۱۶)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی ایسی زمین کو آباد کیا جو کسی کی ملک نہ ہو تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔ عروہ بن زبیر کے بقول حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں اس پر عمل کیا۔

عن جابر ان النبی ﷺ قال من احیا ارضا میتا فھی لہ (۱۷)

''حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مردہ زمین کو زندہ کیا وہ اسی کی ہے۔ اسی طرح حضرت سمرہ بن جندبؓ سے بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے افتادہ زمین پر احاطہ کھینچ لیا

وہ اس کی ہے۔ (۱۸)

حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ صادر فرمایا تھا کہ زمین بھی خدا کی ہے اور بندے بھی خدا کے ہیں۔ جو شخص کسی مردہ زمین کو زندہ کرے وہ اس زمین کا زیادہ حقدار ہے۔ یہ قانون ہم تک رسول اللہ ﷺ سے انہی لوگوں کے ذریعہ سے پہنچا ہے جن کے ذریعہ پنجگانہ نماز پہنچی ہے۔ (۱۹)

حضرت سالمؓ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے برسر منبر فرمایا کہ جس کسی نے مردہ زمین کو زندہ کیا وہ اسی کی ہے۔ مگر تین سال کے عرصہ کے گزر جانے کے بعد اگر اس نے اسے آباد نہیں کیا۔ یوں ہی روک رکھا ہو تو وہ اس کا حقدار نہیں ہے۔ یہ اعلان کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ بعض لوگ زمینوں میں کام نہیں کرتے تھے اور یوں ہی روک رکھتے تھے۔ (۲۰)

عمل رسول اللہ و صحابہ کے آثار سے زمین کی آبادکاری کیلئے کئے جانے والے اقدامات اور زرعی بندوبست کے جو اصول سامنے آئے ہیں وہ یہ ہیں:

☆ اگر کوئی شخص کسی بیکار زمین کو سکونت یا زراعت کیلئے کارآمد بنالے تو وہ اسکی ملک ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ قطعہ اراضی کسی شخص کی ملکیت نہ ہو اور نہ ہی کسی کے قبضہ میں ہو کیونکہ صرف فعل آبادکاری سے حق ملکیت ثابت نہیں ہوتا۔

☆ غیر آباد زمینوں کو آباد کرنے والوں کو مالکانہ حقوق حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس ضمن میں مسلم و غیر مسلم آبادکار کی کوئی تمیز نہیں۔

☆ اگر کوئی شخص زمین کو تین سال کے عرصہ تک آباد نہ کرے بلکہ قطعات اراضی کو یوں ہی قبضہ میں روک رکھے تو اس زمین پر اس کی ملکیت کا حق ساقط ہو جاتا ہے اس کی مثال حضرت بلالؓ کو دیا جانے والا قطعہ اراضی ہے جو آپؐ نے انہیں ان کی درخواست پر عطا کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں حضرت بلال کو بلوا کر وہ قطعہ واپس کرنے کو کہا اور جب حضرت بلالؓ نے جواباً کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ قطعہ عطا کیا تھا تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ آپ ﷺ کا یہ معمول مبارک تھا کہ آپ سے جب بھی کوئی مانگتا تھا آپ ﷺ عطا فرماتے تھے۔ لیکن آپ ﷺ نے یہ اراضی آپ کو آبادکاری کی غرض سے عطاء کی تھی۔ لہذا آپ جتنی زمین آباد کر سکتے ہیں وہ رکھ لیجئے اور باقی زمین واپس کر دیجئے تا کہ دوسرے مسلمانوں میں تقسیم کی جاسکے۔ (۲۱)

چنانچہ حضرت عمرؓ نے ان سے زائد زمین لے کر عام مسلمانوں میں تقسیم کر دی۔

اس سلسلہ میں امام وقت اس بات کا مجاز ہے کہ وہ کسی کو اس غرض سے ملکیت عطا کرے یا اس کی ملکیت کو منسوخ کر دے۔ امام اس غرض سے حالات کی مناسبت سے وہ معقول طریقہ کار اختیار کرے گا۔ جو اس کی نظر میں مسلمانوں کے لئے مفید ہو اور جس کے ثمرات و فوائد سے زیادہ سے زیادہ عوام مستفید ہو سکیں۔ (۲۲)

ایسی زمینوں کی پیداوار پر خراج وصول کیا جائیگا اگر ایسے قطعات خراجی زمینوں میں سے ہوں یا ان سے ملحقہ ہوں تو پھر بھی ان پر خارج عائد ہوگا' البتہ اگر یہ زمین مسلمان کو الاٹ کی گئی ہے تو اس سے عشر وصول کیا جائیگا۔ (۲۳)

پاکستان میں بندوبست اراضی کیلئے کئے جانے والے اقدامات:

پاکستان ایک ترقی پذیر زرعی ملک ہے جس کی آبادی کا تقریباً ۵۶ فیصد سے زائد حصہ زراعت کے پیشہ سے وابستہ ہے مختلف ادوار میں پاکستان کی حکومتوں نے زرعی ترقی وخود کفالت اور کاشتکاروں کی خوشحالی وزرعی اجناس کی پیداواری صلاحیت بڑھانے کے لئے زرعی شعبہ کو سہولیات کی فراہمی کے لئے اقدامات کئے جن میں آسان اقساط پر زرعی قرضوں کا اجرا جدید زرعی آلات ورمشینری کی فراہمی' اچھے اور معیاری بیج کی ترسیل' اچھی کھادوں کی دستیابی اور فصلوں کو بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے لئے جدید ادویات کی فراہمی اور بروقت نہروں اور نالوں کی بروقت بھل صفائی کے متعدد منصوبے بنائے۔اس کے علاوہ زمین کو سیم وتھور سے بچانے اور غیر آباد زمینوں کو قابل کاشت بنانے کیلئے پانی کی گنجائش کو بڑھانے کے لئے بھی کئی منصوبے بنائے گئے۔اسی طرح زمین کو کٹاؤ سے محفوظ رکھنے کی خاطر ترجیحی بنیادوں پر منصوبہ سازی کی گئی۔ان اقدامات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

زرعی اصلاحات: حکومت پاکستان نے ۳۰ رجون ۱۹۵۹ء کو زرعی اصلاحات کمیشن رپورٹ کابینہ کے اجلاس میں پیش کی۔اس کمیشن کے چیئرمین اس وقت مغربی پاکستان کے گورنر اختر حسین تھے۔کابینہ کی منظوری کے بعد فیڈرل لینڈ کمیشن قائم کیا گیا۔جس نے سارے ملک کی زمینوں کا سروے کر کے زمینوں کی پیداواری لیاقت وقابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے پیداواری اکائیاں (پروڈیوس انڈکس یونٹ P.I.U) مقرر کیں ان اصلاحات کو ویسٹ پاکستان لینڈر ریفارمز ۱۹۵۹ء کہا جاتا ہے۔ (۲۴)

۱۹۷۱ء میں پھر زرعی اصلاحات کو متعارف کرایا گیا۔ان اصلاحات میں آبیانہ (Water Rate) اور زرعی ٹیکس کی ذمہ داری مالکان اراضی پر ڈالی گئی۔کھاد بیج ودیگر اخراجات کی ذمہ داری مالک اور مزارع دونوں پر برابر ڈالی گئی۔

پھر ۱۹۷۷ء کی زرعی اصلاحات میں مالیہ (Land Revenue) ختم کر دیا گیا۔اور اس کی بجائے زرعی ٹیکس وصول کرنے کا اعلان کرتے ہوئے ۲۵ رایکڑ بارانی زمین کو زرعی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔اس کے ساتھ ساتھ بارہ ایکڑ اراضی کے مالکان کو بھی مقامی ٹیکس اور مالیہ کی چھوٹ دے دی گئی۔ (۲۵)

زرعی پالیسی: حکومت نے زراعت کو ترقی دینے اور کسانوں وکاشتکاروں کو سہولتیں مہیا کرنے کے لئے زرعی ٹاسک فورس قائم کی۔جس کی سفارشات پر درج ذیل اقدامات کئے گئے۔

(۱) اعلیٰ اختیاراتی قومی زرعی کمیٹی کا قیام (۲) بڑی اجناس کی امدادی قیمتوں میں اضافہ

(۳) ہاری کورٹس (Hari Courts) کا قیام

(۴) پچاس ہزار روپے تک کے قرضوں کی معافی اور بروقت قرضہ ادا کرنے کی صورت میں ایک لاکھ روپے سے زیادہ قرضوں میں ۵۰ فیصدی رعایت بھی دی گئی۔ (۲۶)

۱۹۹۵۔۹۶ء میں حکومت پاکستان نے زرعی قرضہ جات کی حد سترہ ارب روپے سے بڑھا کر بہتر ارب پچیس کروڑ روپے کر دی۔ اسی طرح پیداوار میں اضافہ کرنے کی خاطر حکومت نے عوامی ٹریکٹر سکیم اور بعد میں گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت چھوٹے کاشتکاروں کو آسان اقساط پر بالترتیب چودہ ہزار دوسو اور اٹھائیس ہزار چار سو ٹریکٹر فراہم کئے گئے۔

زمینی کٹاؤ سے حفاظت کی تدابیر:

دریائے سندھ کے کنارے ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقے میں ۶٬۶۰۰ ایکڑ زمین کو کٹاؤ سے بچانے کیلئے منصوبہ بھی تیار کیا گیا جس پر تیرہ ارب روپے خرچ کئے گئے۔ اس مقصد کے حصول کی خاطر Prime Minister's River Management Scheme تیار کی گئی۔ صوبہ بلوچستان میں پہلے سے زیر کاشت سنتالیس ہزار ایکڑ زمین کے علاوہ تیس ہزار ایکڑ اراضی کو پیداوار کے لئے کارآمد بنانے کے لئے ۳۶۳ بلڈوزر بھی مہیا کئے گئے۔ اسی طرح سے واٹر پراجیکٹ کے تحت مالاکنڈ کے ایک قصبہ بٹ خیلہ کے مقام پر ۴۷ کروڑ روپے لاگت سے سرنگ تعمیر کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی۔ جس کے باعث نہر سوات میں پانی کی گنجائش بڑھ جانے سے مردان۔ چارسدہ اور صوابی کی بنجر زمینوں کو قابل کاشت بنایا جاسکے گا۔

فصلوں کی انشورنس سکیم:

علاوہ ازیں کاشتکاروں کو قدرتی آفات کی صورت میں فصلوں کی تباہی و نقصان پر معاوضہ ادا کرنے کے لئے وزیراعظم نے وزارت خزانہ کو فصلوں کی انشورنس سکیم پر فوری عمل درآمد کی تلقین کی۔ اس مقصد کے لئے سٹیٹ بینک کو زرعی و کمرشل بینک کو سرمایہ کی فراہمی کو یقینی بنانے کا بھی حکم دیا گیا۔

جدید زرعی آلات و مشینری کی سہولت:

آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے تحت ایک جامع پروگرام تشکیل دیا گیا جسے Productivity Enhancement Programme کا نام دیا گیا۔ اس پروگرام کے تحت کسانوں کو جدید زرعی آلات و مشینری اور اچھے و معیاری بیج کی سہولت دینے کی تجاویز بھی پیش کی گئیں۔ جن میں ایگرو بزنس سیل (Agro Business) ایگرو انڈسٹریز فارسٹری اور لائیو سٹاک کی دیہی علاقوں میں ترقی کی خاطر پرائیویٹ سیکٹر کو بھی حکومتوں کی کوششوں میں شامل کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ زرعی ریسرچ کونسل اور صوبائی زرعی ترقیاتی ادارے بھی کسانوں کو فائدے پہنچانے کے لئے مزید جدید تحقیقات کریں گے۔ (۲۸)

اراضی کی تقسیم: مختلف اوقات میں مختلف حکومتوں نے غریب کسانوں اور ہاریوں کو زمینیں الاٹ کرنے کے

پروگرام بھی وضع کئے گئے، صوبہ پنجاب کے دورافتادہ علاقوں کے کسانوں اور صوبہ سندھ کے غریب ہاریوں میں زمین مفت تقسیم کی گئی۔ اس کے علاوہ سڑکیں بنانے اور بنیادی ضروری سہولیات زندگی مہیا کرنے کے منصوبے بھی بنائے گئے۔ لیکن کچھ منصوبے حکومتوں کے تبدیلی کے باعث سیاست کی بھینٹ چڑھ گئے۔

ون ونڈو سکیم کے تحت قرضہ جات:

حکومت پاکستان نے زمینداروں کو معیاری بیج فراہم کرنے اور زرعی آلات و مشینری جیسی جدید سہولیات مہیا کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف سکیموں کے تحت قرضہ جات جاری کئے۔ پہلے ان قرضہ جات کے حصول کے لئے کم ازکم پچاس ایکڑ اراضی کی ملکیت شرط تھی۔ اس شرط کے نتیجے میں بہت سے غریب کسان اور کاشتکار حکومتی ترجیحات سے محروم ہوجایا کرتے تھے۔ حکومت نے کسانوں کو اس محرومی سے نجات دلانے اور حقیقی فوائد پہنچانے کے لئے ۵۰ ایکڑ زمین رکھنے کی شرط ختم کرتے ہوئے ون ونڈو سکیم کے تحت ہر علاقہ کے کاشتکاروں کو اربوں روپے کے قرضے فراہم کئے۔ ان حکومت اصلاحات و ترجیحات کے باوجود زرعی اجناس کی مکمل خود کفالت حاصل نہیں ہوسکی۔ حالانکہ ایک وقت ایسا آیا کہ نہ صرف ہمارا ملک گندم کے سلسلہ میں خود کفیل ہوا بلکہ برآمد کرنے کی بھی صلاحیت اسے حاصل ہوگئی۔ مگر نامعلوم اسباب کی وجہ سے کلی طور پر خود کفالت حاصل نہیں ہوئی اور نہ ہی وہ ثمرات حاصل ہوئے جن کی توقع تھی۔

زرعی شعبہ کی ترقی کے لئے تجاویز وسفارشات:

حکومتی اعداد وشمار کے مطابق ملک پاکستان نے کئی شعبوں میں مثالی ترقی حاصل کرلی ہے۔ مثلاً مالی خسارہ بھی کم ہوگیا ہے۔ بیرونی قرضہ جات میں کمی یا ری شیڈولنگ ہوچکی ہے زرمبادلہ کے ذخائر ۵۴.۸ ملین ڈالر تک پہنچ چکے ہیں۔ براہ راست بیرونی سرمایہ میں ۶۴ ملین ڈالر تک اضافہ ہوچکا ہے۔ اور افراط زر کی شرح ۱۰ فیصدی سے کم ہوکر اب صرف ۳.۵ فیصد ہوگئی ہے۔ (۲۹)

مگر حیرت اس بات کی ہے کہ ہمارا ملک جس آبادی کا ۵۶ سے ۷۰ فیصد حصہ بلاواسطہ طور پر زراعت سے وابستہ ہے اور تقریباً ۶۰ سے ۶۶ فیصد قومی آمدنی کا انحصار اسی سیکٹر پر ہے جبکہ ۶۰ فیصدی برآمدات کا دارومدار بھی زراعت پر ہے۔ لیکن ابھی تک کوئی موثر حکمت عملی نہیں اپنائی گئی۔ جس سے اسکی ترقی و خود کفالت ممکن بنائی جاسکے۔ حالانکہ خود کفالت سے ہمیں بارہ ارب ڈالر سے زائد کی بچت ہوسکتی ہے۔ اس ضمن میں درج ذیل تجاویز وسفارشات پیش کی جارہی ہے۔

۱۔ حکومت کسانوں اور کاشتکاروں کے مشورہ سے زرعی پالیسی وحکمت عملی مرتب کرے تاکہ اس کے دوررس نتائج برآمد ہوسکیں۔ پالیسی ساز محکمے و افراد غیر ترقیاتی اخراجات کو کم کرکے مزید زمین کو قابل کاشت بنانے کی کوشش کریں اور غیر آباد و بنجر زمینیں ہاریوں اور کسانوں میں تقسیم کی جائیں۔ اور اس مقصد کے سیاست و ذاتی مفادات سے

ہٹ کر خلوص نیت سے کام ہونا چاہیے۔

۲۔ ہمارے ملک میں دو لاکھ ملین ہیکٹر زرعی رقبہ سے سیراب کیا ہے۔ جبکہ دو لاکھ ہیکٹر اراضی بارانی طریقہ سے زیر کاشت ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ ۲۷ ملین ایکڑ فٹ پانی ٹیوب ویلوں سے حاصل ہوتا ہے۔ لہذا زمین کی آباد کاری کے لئے ٹیوب ویلوں کی تعداد میں اضافہ ہونا چاہیے' کیونکہ ہمارے ملک میں ابھی تک ٹیوب ویلوں کی تعداد تقریباً چالیس ہزار ہے۔ (۳۰)

۳۔ سب سے بڑا مسئلہ ہماری زمینوں کی گھٹتی ہوئی پیداواری صلاحیت ہے گزشتہ کئی سالوں سے فصلوں کی غیر مناسب کاشت' جراثیم کش ادویات کے بکثرت استعمال اور سیم وتھور کی بڑھتی ہوئی شرح نے ہماری زمینیں کی Organic Power کو کمزور کر دیا ہے۔ اور زرخیز زمینوں کی قابلیت کٹاؤ کا بھی شکار ہو چکی ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ زرعی شعبے میں وسائل کی دستیابی اور منصفانہ تقسیم کے لئے مؤثر حکمت عملی بنائی جائے کیونکہ ان کاموں میں ہم سب کا بھلا اور مفاد ہے۔

۴۔ کسانوں کو آج کل جس مسئلہ کا سامنا ہے وہ شوگر ملوں اور جننگ فیکٹریوں کی طرف سے گنے اور کپاس کی قیمت کی عدم ادائیگی کا ہے۔ سابقہ سیزن کے تقریباً کسانوں کے چار ارب روپے شوگر ملوں اور 1.4 ارب روپے جننگ فیکٹریوں کے ذمہ واجب الادا ہیں۔ کسانوں نے بددل ہو کر گنے کی کاشت ختم یا کم کر دی ہے جس کی وجہ سے چینی کا موجودہ بحران سامنے آیا ہے۔ ان مسائل کے حل کے لئے مؤثر اقدامات کی ضرورت ہے۔

۵۔ پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے چھوٹے اور بڑے ڈیموں کی تعمیر ترجیحی بنیادوں پر کی جائے اور ملکی مفادات کے پیش نظر سیاست وذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر اس طرح کے کام کئے جائیں۔ حکومت کا یہ اقدام قابل تحسین ہے کہ اس نے آئندہ چند سالوں میں پانچ ڈیم تعمیر کرنے کا نہ صرف اعلان ہی کیا ہے بلکہ بھاشا ڈیم کی تعمیر کا باقاعدہ افتتاح بھی عنقریب کیا جا رہا ہے۔

۶۔ زرعی قرضے نقد کی بجائے آلات' مشینری' جراثیم کش ادویات اور اچھی قسم کی کھاد و بیج کی صورت میں دیئے جائیں اور زرعی گریجویٹس جن کی تعداد ہر سال تقریباً تین سو کے لگ بھگ ہوتی ہے کہ اس سلسلہ میں ترجیح دی جائے تا کہ ایک طرف زمینداروں کی صحیح طور پر راہنمائی بھی ہو سکے گی۔ اور دوسری طرف بے روزگاری کا خاتمہ بھی ہوگا۔

۷۔ ہمارے ملک کے اندر ہر طرح کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ غیر ملکی کمپنیاں سستے داموں پھل خرید کر مہنگے داموں اس سے تیار کردہ فروٹ جیمز' مشروبات اور مربہ جات وچٹنیاں فروخت کرتی ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ ملکی سطح پر ماہرین فوڈ ٹیکنالوجی کی سرپرستی کر کے ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے Jams Foods Industries قائم کرے۔ اس سے نہ صرف قومی ضروریات پوری کی جاسکیں گی بلکہ اس سے خاصا زرمبادلہ بھی کمایا جا سکتا ہے۔

۸۔ غیر آباد سرکاری زمینیں غریب کسانوں کو الاٹ کردی جائیں اور انہیں ہر طرح کی مالی امداد و جدید مشینری بھی مہیا کی جائے اور تین سالہ تجرباتی مدت متعین کردی جائے تاکہ اگر وہ زمین کو قابل کاشت نہ بنا سکیں۔ اور مطلوبہ محنت نہ کریں تو انہیں زمین کی واپسی کا خطرہ لاحق ہو۔ اس طرح وہ اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر زمین کی آبادکاری میں مشغول رہیں گے۔ جس سے ملک زرعی کفالت کی طرف گامزن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مملکت خداداد پاکستان کو مزید ترقی عطا فرمائے۔ (امین)

حواشی و مصادر

۱۔ سورۃ الاعراف ۲۰

۲۔ سورۃ الواقعہ۔ ۶۳۔ ۶۵

۳۔ البقرہ، ۲۶۷

۴۔ تفسیر قرطبی، ج ۲ ص ۲۵۹

۵۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ ج ۱ ص ۸۔ ۶۰۷

۶۔ سنن ابی داؤد۔ ج

۷۔ کتاب الخراج: امام ابو یوسف: ص ۸۔ ۶۰۷

۸۔ کتاب الاموال، ابوعبید قاسم بن سلام، ص ۵۳

۹۔ زاد المعاد ابن قیم ج ۲، ص ۹۴

۱۰۔ اسلام کا نظام اراضی، مفتی محمد شفیع ص ۲۲۔ ۲۱

۱۱۔ کتاب الخراج۔ امام ابو یوسف ص ۳۵

۱۲۔ کتاب الخراج۔ امام ابو یوسف ص ۸۷

۱۳۔ کتاب الاموال۔ ابوعبید، ص ۱۹۴

۱۴۔ کتاب الخراج ص ۶۵

۱۵۔ بدائع الصنائع: علامہ شوکانی

۱۶۔ البخاری الجامع الصحیح، ج ۱ ص ۳۱۴، مؤطا ابن مالک ص ۱۲۰

۱۷۔ سنن ابی داؤد۔ ج ۲، ص ۸۴

۱۸۔ سنن ابی داؤد۔ ج ۲، ص ۸۱

۱۹۔ سنن ابی داؤد۔ ج ۲، ص ۸۳

۲۰۔ کتاب الخراج، ص ۶۵، کتاب الخراج، یحییٰ بن آدم ص ۱۰۷

۲۱۔ کتاب الخراج، یحییٰ بن آدم ص ۱۱۰، کتاب الاموال، ابوعبید، ص ۱۹۰

۲۲۔ کتاب الخراج، امام ابو یوسف ص ۷۷

۲۳۔ کتاب الخراج، امام ابو یوسف ص ۱

۲۴۔ ویسٹ پاکستان لینڈ ریفارمز ۱۹۵۹ء منصور بک ہاؤس لاہور ص ۲۴

۲۵۔ ویسٹ پاکستان لینڈ ریفارمز ۱۹۷۲ء منصور بک ہاؤس لاہور ص ۷۰

۲۶۔ اکنامک سروے ۹۵۔ ۱۹۹۴ء فنانس ڈویژن اسلام آباد

۲۷۔ آٹھواں پانچ سالہ منصوبہ ۱۹۹۶ء پلاننگ ونگ اسلام آباد، ص ۵۶۔ ۱۵۵

۲۹۔ حکومت کے تین سال (ایک جائزہ) جنگ پبلشرز پنڈی

۳۰۔ ڈائریکٹر زرعی اکنامکس ایوب ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد